© rasailojaraid.com



# الاستفتاء

ایک شخص قضائے الٰہی سے فوت ہو جاتا ہے۔ وارثان میں ایک بیوہ، ایک پاگل بیٹا، تین شادی شدہ بیٹیاں اور تین غیر شادی شدہ بیٹیاں ہیں۔ مرحوم کی جائیداد کس نسبت سے تقسیم ہو گی؟ فرض کریں کہ جائیداد کی قیمت ایک سو روپے ہے۔

## سوال نمبر۱

ا۔ بیوی کا حصہ
ا۔ پاگل بیٹے کا حصہ
ا۔ شادی شدہ بیٹی کا حصہ
ا۔ شادی شدہ بیٹی کا حصہ
ا۔ شادی شدہ بیٹی کا حصہ
ا۔ غیر شادی شدہ بیٹی کا حصہ
ا۔ غیر شادی شدہ بیٹی کا حصہ
ا۔ غیر شادی شدہ بیٹی کا حصہ

---

کل آٹھ نفر

## سوال نمبر۲

بیوہ کے نام ایک گودام، ایک غیر شادی شدہ بیٹی کے نام ایک مکان، ایک شادی شدہ بیٹی کے نام ایک گودام اور دو گودام بیوہ اور پاگل کے نام مشترکہ مرحوم اپنی زندگی میں رجسٹری کروا کے گئے ہوئے ہیں۔ کیا دوسرے وارثان ان کی جائیداد سے جو ان کے نام رجسٹری شدہ ہیں حصہ طلب کرنے کے مجاز ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**الجواب بعون الوہاب ومنہ الصدق والصواب** بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں متوفی کے کل ترکہ میں وصیت اور قرضہ کی ادائیگی کے بعد اس کی بیوہ کو آٹھواں حصہ ملے گا جیسا کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



قرآن مجید میں ہے

**فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیتہ توصون بھا او دین۔** سورۃ النساء آیت ۱۲۔ اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہارے ترکے میں سے ان (بیویوں) کو آٹھواں حصہ ملے گا۔ اس آیت کی رو سے بیوہ کا آٹھواں حصہ نکال کر باقی ماندہ سات حصوں کو ایک بیٹے اور چھ بیٹیوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ بیٹے کو ہر ایک بیٹی کے مقابلہ دوگنا حصہ ملے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

**یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔** (سورۃ النساء' آیت ۱۱)

کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں کہ مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔

مطلب یہ ہے کہ جب اولاد میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں موجود ہوں تو لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصہ ملے گا۔ لڑکے کو دو حصے دینے کی وجہ یہ ہے کہ مرد پر بہ نسبت عورت کے معاشی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہوتی ہیں اس بنا پر اس کو عورت سے دوگنا حصہ دینا عین قرین انصاف ہے۔ (قرطبی و ابن کثیر)

جواب سوال نمبر۲۔ صورت مسئولہ میں مرحوم نے اپنی زندگی میں جو پلاٹ اور گودام وغیرہ جائیداد اپنے پاگل بیٹے اور شادی شدہ یا غیر شادی شدہ بیٹیوں کے نام پر رجسٹری کروائی ہے۔ وہ شرعاً کالعدم تصور ہو گی کیونکہ مرحوم نے ایسا کر کے شریعت کی خلاف ورزی کی ہے یعنی مرحوم کو شرعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی اولاد میں سے کسی کو عطیہ یا حصہ دے اور کسی کو محروم کر دے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد میں مساوات اور انصاف کرے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے **عن عامر قال سمعت النعمان بن بشیر وھو علی المنبر یقول اعطانی ابی عطیتہ فقالت عمرۃ بنت رواحتہ لا ارضی حتی تشھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اعطیت ابنی من عمرۃ بنت رواحتہ عطیتہ فامرتنی ان اشھدک یا رسول اللہ قال اعطیت سائر ولدک مثل ھذا قال لا قال فاتقوا اللہ واعدلوا بین اولادکم قال فرجع فرد عطیتہ۔ باب الاشھاد فی الحجتہ۔** صحیح بخاری ج ا ص ۳۵۲

یعنی عامر شعبیؒ کہتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ حدیث بیان کی کہ میرے والد نے مجھے ایک عطیہ دیا۔ تو میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے میرے والد بشیر کو کہا کہ جب تک تم اس عطیہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ بنا لو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی رجسٹری نہ کروادو میں راضی نہ ہوں گی۔ میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گواہی کے لئے عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار کیا کہ کیا تم نے اپنی دوسری اولاد کو بھی اتنا اتنا عطیہ دیا ہے تو میرے والد نے نفی میں جواب دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد کو تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو۔ تو میرے والد واپس گھر آگئے اور عطیہ واپس لے لیا۔

اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ اولاد میں کسی ایک لڑکے یا لڑکی کو بلا وجہ کوئی ایسا عطیہ دیا جائے جو دوسروں کو نہ ملا ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناانصافی اور ظلم قرار دیا ہے۔ ایک دفعہ کا قصہ ہے کہ ایک صحابی نے اپنے لڑکوں میں سے کسی ایک کو ایک غلام ھبہ کیا اور چاہا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ہو۔ انہوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنی خواہش ظاہر کی۔ تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا تم نے اپنے سب بچوں کو ایک ایک غلام دیا ہے۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا تو میں اس ظالمانہ عطیہ پر گواہ نہ بنوں گا۔

اس میں اس قانون کی جو عربوں، اسرائیلیوں، رومیوں، ہندوؤں اور دوسری پرانی قوموں میں رائج تھا اور اب بھی ہے کہ بڑے لڑکے کو چھوٹے لڑکوں پر اور لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دی جاتی ہے اصلاح کر دی گئی ہے۔ لہٰذا اب باپ اس کا شرعاً پابند ہے کہ وہ اپنی تمام اولاد کے درمیان انصاف کرے اور کسی لڑکے یا لڑکی کے ساتھ ترجیحی سلوک نہ کرے۔ پس مرحوم میت نے جو پلاٹ اور گودام وغیرہ اپنی بعض اولاد کے نام رجسٹری کروائے ہیں وہ کالعدم ہو گی اور اس میں مرحوم کی دوسری اولاد کا بھی حصہ ہے۔ یہ فتویٰ بشرط صحت سوال تحریر کیا گیا ہے۔ مفتی کسی قانونی سقم اور عدالتی جھمیلوں کا ہرگز ہرگز ذمہ دار نہ ہو گا۔

**ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب**

کتبہ ووقع علیہ

محمد عبیداللہ عفیف بن الشیخ محمد حسین رحمتہ اللہ تعالیٰ

رئیس المدرسین بدارالحدیث چینیانوالی لاہور

مبعوث دارالافتاء والدعوۃ والارشاد ۔ الریاض

© rasailojaraid.com